0425
۲۸/۳/۳۸ھ

محترم جناب مفتی صاحب
السلام علیکم

دریافت طلب کام یہ ہے کہ کورنگی کے علاقے میں پاورلومز پر کپڑا تیار کیا جارہا ہے۔اور اس کام سے بہت سے افراد وابستہ ہیں جن میں تیار کرنے والے اور فروخت کرنے والے دونوں قسم کے افراد ہیں۔

اس کاروبار میں چھوٹے اور بڑے دونوں سرمایہ دار شامل ہیں نے انتہائی کم ریٹ پر مال فروخت کرنا شروع کر دیا ہے جس سے چھوٹے سرمایہ کاروں اور مال تیار کرنے والوں کا کاروبار بہت بری طرح متاثر ہوا یہاں تک کہ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔

لہذا لوگ مجبوراً پاورلومز سے ایمبرائڈری کے کاروبار کی طرف منتقل ہوئے اور اس کاروبار میں بھی بڑے سرمایہ کاروں کی طرف سے یہی ریٹ کم ترین سطح پر کر کے فروخت کرنا شروع کر دیا جس سے ایمبرائڈری کی صنعت بھی زوال پذیر ہونا شروع ہوگئی اور چھوٹے تاجروں اور تیار کرنے والوں کا کاروبار تباہ ہوگیا۔

(1) اب دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس طرح کاروبار کرنا جائز ہے جس سے چھوٹے تاجروں اور مزدوروں کو ~~نوصان~~ نقصان پہنچتا ہو؟ ایسے بڑے تاجروں کے لیئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(2) نیز کیا نرخ مقرر کرنے کی شرعاً کوئی حد ہے یا ہر تاجر مکمل طور پر آزاد ہے؟

سائلین

قاری عبدالقدیر انصاری ـــــ 0321 2194634 K-451 Sector 35B Korangi

محمد اختر انصاری ـــــ 03201281527

آفتاب انصاری

دارالافتاء
فتوی نمبر ۱۸۵۹/۷۰

(جواب منسلک ہے)

(1)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۲،۱)۔۔۔ شریعت نے اشیاء کی خرید و فروخت میں قیمت اور منافع کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ بائع اور مشتری کی باہمی رضامندی پر چھوڑا ہے، یعنی جس قیمت پر بیچنے والا اور خریدنے والا راضی ہو جائے اس قیمت پر خرید و فروخت شرعاً درست ہے، لیکن قیمت اتنی کم رکھنا کہ جس سے عام تاجروں کو کاروبار چلانے میں دشواری ہو اس سے بچنا چاہیئے [redacted] اسی طرح کسی چیز کی خرید و فروخت میں اس قدر زائد نفع حاصل کرنا کہ اسکی اصلی قیمت سے کئی گنا زائد ہو جائے تو یہ مروت کے خلاف ہے۔

كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال (٤/ ١٨٣)

عن سعيد بن المسيب قال: "مر عمر بن الخطاب على حاطب بن أبي بلتعة، وهو يبيع زبيبا له في السوق" فقال له عمر: "إما أن تزيد في السعر، وإما أن ترفع من سوقنا"

الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي (٧/ ٥١٦٣)

أولاً: الأصل الذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحراراً في بيعهم وشرائهم وتصرفهم في ممتلكاتهم وأموالهم في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملاً بمطلق قول الله تعالى: {يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم}. [البقرة:٢/ ١٨٨]

ثانياً: ليس هناك تحديد لنسبة معينة للربح يتقيد بها التجار في معاملاتهم، بل ذلك متروك لظروف التجارة عامة وظروف التاجر والسلع، مع مراعاة ما تقضي به الآداب الشرعية من الرفق والقناعة والسماحة والتيسير.

الفتاوى الهندية – (٣ / ١٦١)

وَمَنْ اشْتَرَى شَيْئًا وَأَغْلَى فِي ثَمَنِهِ فَبَاعَهُ مُرَابَحَةً عَلَى ذَلِكَ جَازَ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ – رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى – إذَا زَادَ زِيَادَةً لَا يَتَغَابَنُ النَّاسُ فِيهَا فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ يَبِيعَهُ مُرَابَحَةً حَتَّى يُبَيِّنَ............واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد تقی رنگونی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۵/ ربیع الثانی /۱۴۳۸ھ

14/ جنوری/2017ء

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

15/ ربیع الثانی/۱۴۳۸ھ

14/ جنوری/2017ء

دار الافتاء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۱۵/۴/۱۴۳۸

۱۵/۴/۱۴۳۸ھ

Scanned by CamScanner